عنوان المقال: یمن جنگ-منظر پس منظر (ماذا وراء حرب الیمن)

بقلم الشیخ محمد إشفاق السلفی حفظه الله

طبعت في جريدة قومی تنظیم بتنا (بیهار)

تاریخ النشر: ۳۰/ ٤/ ۲۰۲۱م

موجودہ دور کی مہیب اور خوفناک جنگوں میں سے ایک یمن جنگ بھی ہے جس کی ابتدا کو تقریبا چھ سال ہو چکے ہیں، ایک محتاط اندازے کے مطابق اس جنگ میں پچاس ہزار سے زائد افراد مارے جا چکے ہیں، جن میں ایک تہائی تعداد عام شہریوں کی ہے۔ سعودی عرب کی زیر قیادت عرب اتحاد کی جانب سے جنگ بندی کے اعلان کے باوجود بھی سعودی عرب کے ہوائی اڈے، تیل تنصیبات اور شہری آبادی حوثی ملیشیا کے ڈرون اور بلاسٹک میزائلوں کے نشانے پر ہیں۔ اس جنگ کی وجہ سے لاکھوں یمنی عوام بھوک مری، قحط سالی اور مختلف امراض کا شکار بن رہے ہیں۔ دنیا بھر کے زعماء اور رہنماؤں کی جانب سے بار بار جنگ بندی قبول کرنے کی اپیل کے باوجود حوثی جنگ بندی پر آمادہ نظر نہیں آتے۔ ایران اور سعودی عرب کے مابین پراکسی وار کی ایک خوفناک مثال بن چکی اس جنگ کے کیا اسباب و عوامل ہیں؟ حوثی ملیشیا کون ہیں اور انہوں نے کیوں یمن کی آئینی حکومت کو معزول کر کے اقتدار پر قبضہ کر لیا؟ سعودی عرب اس جنگ میں کودنے پر کیوں مجبور ہوا؟ اس مختصر مضمون میں ان باتوں کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

حوثی تحریک کی ابتداء یمن کے زیدی اکثریتی صوبہ صعدہ میں ہوئی۔ زیدی وہ فرقہ ہے جو اعتقاد میں سنی مسلمانوں کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ یہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے پوتے زید بن علی کی طرف اپنا انتساب کرتے ہیں۔ یہ شیعوں کے متشدد فرقوں کے عقائد کے برعکس خلفاء راشدین کی خلافت کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخی کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔ 1986ء میں صعدہ کے بڑے بڑے زیدی علماء نے اکٹھے ہو کر نوجوان اتحاد

کے نام سے ایک ادارے کی تشکیل کی، اس ادارے کے قیام کا بنیادی مقصد زیدی مذہب کی تعلیمات کو عام کرنا اور زیدی عوام کی دینی رہنمائی کرنا تھا۔ اس ادارے نے جن علماء کو اس کام کے لئے مامور کیا تھا ان میں موجودہ دور کے حوثی لیڈر عبد الملک حوثی کے والد بدر الدین حوثی بھی شامل تھے، جو صعدہ کے انتہائی اثر ورسوخ والے علماء میں شمار کیے جاتے تھے۔ 1990ء میں جب جنوبی اور شمالی یمن میں اتحاد قائم ہوا تو اس ادارے کی سرگرمیاں بھی بڑھتی چلی گئیں۔ بدر الدین حوثی کے بڑے بیٹے حسین بدر الدین الحوثی نے الشباب المؤمن کے نام سے ایک سیاسی تنظیم قائم کی تاکہ سنی مسلمانوں کی طاقتور عظیم حزب الاصلاح کا مقابلہ کیا جاسکے، چونکہ یمن پر تقریباً ایک ہزار سال تک زیدی مذہب کے اماموں نے حکومت کی تھی اسلئے اس عہد گم گشتہ کو پانے کے لئے حسین بدر الدین الحوثی نے ملک کی اس وقت کی علی عبد اللہ صالح حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور صعدہ اور عمران جیسے زیدی اکثریتی صوبوں میں اپنی طاقت بڑھالی۔ 1997ء میں بدر الدین حوثی نے ایران کا سفر کیا اور اثنا عشری عقیدہ سے کھلم کھلا اپنی وابستگی کا اظہار کیا۔

واضح رہے کہ اثنا عشریہ، شیعوں کے متشدد فرقوں میں سے ایک ہے، یہ اہل سنت کا شدید مخالف اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخی کرنے والا فرقہ ہے۔ بدر الدین الحوثی کا یہ عمل زیدی مذہب کی بنیادی تعلیمات سے انحراف تھا لیکن اپنی چرب زبانی سے اس نے زیدی عوام کو اپنا ہمنوا بنالیا۔ علی عبد اللہ صالح کی حکومت نے شروع میں سختی سے اس تحریک کو کچلنے کی کوشش کی اور اسی دوران 2004ء میں حسین بدر الدین حوثی سرکاری فوج کے ساتھ لڑائی میں مارا گیا۔ اب اس تحریک کی قیادت اسکے والد بدر الدین حوثی نے سنبھال لی۔ واضح ہو کہ 17 دسمبر 2010 سے خطہ عرب میں بیروزگاری اور فساد کو روکنے کے نام پر برپا ہونے والی بہار عرب (الربیع العربی) نام سے قائم خونی تحریک، جس نے لیبیا، تیونس، مصر یمن جیسے ممالک پر برسوں سے حکومت کرنے والے حکمرانوں کی حکومت کا خاتمہ کر دیا تھا، اور جس تحریک کے اثرات بد کا سامنا آج تک شام، یمن اور لیبیا کے باشندے کر رہے ہیں، اس تحریک کی وجہ سے لاکھوں شامی مارے گئے، اور لاکھوں بے گھر ہو گئے لیکن مغرب کی عیار اور مکار سیاست کی

ایک ہلکی سی جھلک دیکھئیے کہ فساد اور بگاڑ کی اس تحریک کا نام اہل مغرب نے Arab Spring رکھا۔ گویا جس طرح سے انسان موسم بہار کی دلکشیوں سے لطف اندوز ہوتا ہے ٹھیک اسی طرح مسلم ممالک میں انارکی، ویرانی اور ہلاکت کے مناظر کو دیکھ کر انہیں خوشی اور لذت ملی-**فاعتبروا يا أولى الأبصار** -اس مفسدانہ تحریک کے نتیجے میں عبداللہ صالح حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور عبدربہ منصور ھادی کی نسبتاً کمزور حکومت نے زمام اقتدار سنبھال لیا۔ حوثی باغیوں کے لئے یہ ایک سنہرا موقع تھا۔ انہوں نے عوامی ناراضگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یمن کے اکثر حصوں پر اپنا تسلط قائم کر لیا، انہیں ایران اور لبنانی حزب اللہ کی جانب سے بھرپور امداد مل رہی تھی۔ عبدربہ منصور ھادی صنعاء سے عدن اور پھر وہاں سے ریاض منتقل ہو گئے۔ سعودی جو پہلے سے ہی مشرق وسطی میں ایرانیوں کے اثرونفوذ سے پریشان تھے ان کے سامنے ایک خوفناک صورتحال مزید پیدا ہو گئی۔ ایرانی تو ہمیشہ سے اس بات کے خواہشمند تھے کہ انہیں کیسے سعودیوں کو ڈرانے کا موقع ملے اور وہ ان پر چڑھ دوڑیں۔ سقوط صنعاء کے بعد سعودیوں کو لگا کہ حوثی باغیوں کی شکل میں ایک حقیقی خطرہ انکی جنوبی سرحد پر منڈلانے لگا ہے۔ اور اس خطرے کی سنگینی میں مزید اضافہ حوثیوں کے طرز عمل نے بھی کیا جب انہوں نے صنعاء پر قبضہ کرنے کے بعد 400 بالسٹک میزائلوں کو سعودی سرحد کے قریب لے جا کر اسٹور کر دیا۔

سعودیوں کو لگا کہ اگر شروع میں ہی اسے سختی سے نہیں کچلا گیا تو جنوبی سعودی عرب عدم استحکام کا شکار ہو جائے گا۔ چنانچہ نوجوان شہزادے محمد بن سلمان نے تیزی سے حرکت کی اور مصر، امارات، کویت، بحرین، سوڈان، مراکش اور مختلف خلیجی و اسلامی ممالک کی اتحاد کی تشکیل کر کے یمن کی آئینی حکومت کی بحالی کے لئے عاصفة الحزم (عزم و ارادے کی آندھی) کے نام سے 25 مارچ 2015 کو آپریشن شروع کر دیا۔ چونکہ اس اتحاد میں شامل مختلف ممالک پہلے سے ہی ایرانیوں کے اثرونفوذ سے پریشان تھے اسلئے انہوں نے پوری قوت سے اس اتحاد میں شرکت کی۔ بہت جلد یمن کی سرکاری فوج اور عوامی مزاحمت کاروں نے عرب اتحاد کے تعاون سے حوثیوں کو کھدیڑ دیا، اور انہیں صعدہ، عمران، محویت، ذمار، صنعاء اور تعز میں محصور کر دیا۔ ابتدائی کامیابیوں سے سرشار اس اتحاد نے یمن کی تعمیر نو

اور باقی ماندہ علاقوں سے حوثیوں کو مار بھگانے کے لئے 25 ابریل 2015ء کو إعادة الأمل (امید کی بحالی) کے نام سے دوسرا آپریشن شروع کیا لیکن ابتدائی شکستوں کے بعد حوثیوں نے اپنی چالیں بدل دیں، ایرانی اور لبنانی حزب اللہ پوری طاقت سے انکے پشت پر آ کھڑے ہوئے، اسلحہ جات اور جنگی مشیروں کو بھیج کر انہوں نے اس جنگ کو طول دینے میں کامیابی حاصل کر لی۔ یمن کی جغرافیائی صورتحال دنیا میں سب سے زیادہ پیچیدہ ہے۔ پہاڑوں میں بنے غاروں اور سرنگوں نے حوثیوں کی بڑی مدد کی۔ انہوں نے اپنی اعلی قیادت کو ان پہاڑوں میں چھپا دیا۔ بعض یمنی قبائل کی دھوکہ دھڑی اور بعض مغربی ممالک کی خاموش تائید کی وجہ سے حوثی باغی مذاکرات کے میز پر بھی مضبوط ہوتے گئے، عام عوام کی حالت دگرگوں ہوتی چلی گئی۔

نئی امریکی حکومت اور حوثیوں کی شر انگیزی

ادھر امریکہ میں صدارتی انتخابات میں ڈیموکریٹک پارٹی کی جیت اور جوزف بائیڈن کے انتخاب نے بھی سعودی عرب کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ بدلتے عالمی حالات کے مطابق اپنی پالیسیوں میں تبدیلی کرے۔ بائیڈن نے اقتدار سنبھالتے ہی سعودی عرب کو اینٹلجنس اور لاجسٹک سہولیات کی فراہمی بند کر دی اور اسلحہ کی فروخت پر نہ صرف پابندی عائد کر دی بلکہ سابقہ ٹرمپ انتظامیہ کے طریقہ کار سے مکمل انحراف کرتے ہوئے حوثیوں سے مذاکرات کیلئے ٹم لینڈ کنگ کی شکل میں اپنا خاص ایلچی بھی مقرر کر دیا جو سعودیوں کے لئے ایک واضح اشارہ تھا کہ اب امریکی انکی غیر مشروط حمایت نہیں کر سکتے۔ واضح ہو کہ لینڈ کنگ مشرق وسطی کے امور پر گھاگ امریکی سفارت کاروں میں سے ایک ہیں۔ ایلچی نامزد ہوتے ہی انہوں نے یمن کے لئے اقوام متحدہ کے سفیر مارٹن گریچ سے ملاقات کی جسے سعودی اتحاد، حوثیوں کی طرف واضح میلان کی وجہ سے ناپسند کرتا تھا۔ ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے عالمی سطح پر تنہائی سے بچنے کے لئے اور یمنی عوام کی زبوں حالی کو دور کرنے کے لئے سعودی اتحاد نے جنگ بندی کا اعلان کر دیا لیکن بائیڈن انتظامیہ کی جانب سے دہشت گردوں کی فہرست سے خود کو خارج کئے جانے سے مسرور حوثیوں نے اس جنگ بندی کو سعودیوں کی کمزوری پر محمول کیا اور بائیڈن کے منصب صدارت سنبھالنے کے کچھ دن بعد ہی سعودی عرب کے جدہ

اور ابہا کے ائیر پورٹ کو خود کش ڈرونز سے نشانہ بنایا۔ ریاض، خمیس مشیط، جیزان، ابہا جیسے شہر انکے میزائل حملوں کا شکار ہوتے گئے، انکی دیدہ دلیری کی واضح مثال دیکھیں کہ انہوں نے مکہ مکرمہ جیسے مقدس شہر کو بھی نشانہ بنانے کی ناپاک جسارت کی۔ ارامکو کی تیل تنصیبات کو ٹارگٹ کر کے انہوں نے سعودی عرب کو اقتصادی طور پر مفلوج کرنے کی کوشش کی۔ بائیڈن کی منصب برداری کے بعد انہوں نے فروری کے پہلے ہفتے میں تقریباً سترہ حملے کئے اور رمضان کے مبارک مہینے میں بھی انکی جارحیت جاری ہے، ان حملوں پر امریکہ کی سرد مہری اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ بائیدن سعودی عرب کی حمایت ترک کر کے ایران کے شیطانی منصوبوں کی تائید کرنا چاہتے ہیں۔ حوثیوں کی جانب سے ان شیطانی کاروائیوں کے تسلسل سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں سعودی عرب کی قوت برداشت جواب نہ دے دے اور وہ بھرپوری قوت سے اس جنگ میں نہ کود پڑے۔

دعوت اتحاد کی حقیقت

مذہب اسلام اتحاد اور اجتماعیت کا دین ہے۔ ملت اسلامیہ، دین سے تمسک اور آپسی اتحاد کے بغیر کبھی مستحکم اور بارعب نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے حکومتوں تنظیموں اور بااثر شخصیتوں کو مخلصانہ کوششیں کرنی ہوں گی اور منافقانہ رویہ چھوڑنا ہو گا۔ لیکن آج وہ لوگ جو اکثر اتحاد امت کی دہائی دیتے نظر آتے ہیں ہمیشہ وہ ملامتوں کے تیر سعودی عرب پر چلاتے ہیں جب کہ ان کی زبان و قلم سے شام، عراق اور خود ایران کے اندر اہل سنت کے اوپر ہونے والے مظالم، ان کی نسل کشی اور عزت و آبرو کی پامالیوں پر ایک لفظ بھی نہیں نکلتا۔ انہیں شاید یہ بات نہیں معلوم ہے یا وہ تجاہل عارفانہ کرتے ہیں کہ اثنا عشری شیعوں نے اسلام اور مسلمانوں کو کس قدر نقصان پہنچایا ہے۔ در حقیقت سانحہ بغداد سے لیکر حکومت عثمانیہ کے خاتمہ تک ان شیعوں اور صفویوں کا ہی بڑا رول رہا ہے۔ ان کے سیاہ کارنامے تاریخ کے صفحات میں مرقوم میں، آج جو ایران اتحاد امت کی دعوت دیتے نہیں تھکتا اس نے خود اھواز، سیستان اور بلوچستان جیسے سنی اکثریتی صوبوں میں رہنے والے سنیوں کی جو ابتر حالت کر رکھی ہے اس پہ وہ بھی ایک لفظ سننا گوارا نہیں کرتا۔ ایران کے دارالحکومت تہران میں یہودیوں کی عبادت گاہیں موجود ہیں لیکن سنیوں کی کوئی جامع مسجد

نہیں ہے۔ اتحاد یقیناً بہت اچھی چیز ہے لیکن جب اتحاد کی دعوت دینے والے دوسروں کے اعتقاد اور وجود کو ہی ختم کرنے کے درپے ہوں تو یہ دعوت شی لاحاصل ہو گی۔ ضرورت اس بات کی ہے مسلمانان عالم ان صفوی اور مجوسی سازشوں سے خبر دار رہتے ہوئے انکی چالوں کو ناکام بنانے کے لئے متحد ہو جائیں۔ اللہ تعالی مسلمانوں کو آپسی جنگ وقتال سے بچائے۔ دنیائے اسلام کو امن وعافیت سے نوازے اور اہل حق کو اہل باطل پر غلبہ نصیب کرے آمین۔

(اس مقالہ کو قومی تنظیم اخبار نے ۳۰اپریل ۲۰۲۱ کو شائع کیا تھا)